

من گھڑت اور غیر معتبر روایات بنیادی عوامل اور ان کے سد باب کی راہیں

مفتی طارق امیر خان

متخصص فی علوم الحدیث، جامعہ فاروقیہ کراچی

شریعتِ غزاء میں حدیث کو مصدر ثانی کی اساسی حیثیت حاصل ہے، جس میں نقب زنی سے حفاظت کا انتظام عہد رسالت کی ابتداء ہی سے کر دیا گیا تھا، اور یہ میانت و حفاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا نتیجہ تھی:

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَدًّا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“۔ (۱)

ترجمہ: ”جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“

جاں نثار صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہر دم خوفزدہ رہتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور، ہمہ وقت اُن کی نگاہوں کے سامنے رہتا تھا، صحابہؓ اسی کیفیت کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

”سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان، محافل صحابہؓ میں اتنی شہرت اختیار کر گیا تھا کہ آج بھی کتب حدیث میں سو سے زائد ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام محفوظ ہیں، جن سے یہ روایت منسداً (سند کے ساتھ) منقول ہے۔“ (۲)

اگر ان تمام طرق اور روایات کو بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمہ گیری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، کیونکہ جہاں ابتدائے نبوت کی خفیہ مجالس میں اس حدیث کی سرگوشیاں تھیں، وہاں اکمال نبوت یعنی خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم اجتماع میں بھی اسی اعلان کی گونج تھی، جہاں عشرہ مبشرہ اس روایت کو نقل کر رہے ہیں، وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عام و خاص بھی اس کو دہرا رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں جس طرح یہ ارشاد زبان و دعوا تھا، صحابیات رضی اللہ عنہن کی مجالس میں بھی اس فرمان سے مزین تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کا اثر تھا کہ جب ذخیرہٴ احادیث میں من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے ذریعے رخنہ اندازی کی مذموم کوششیں شروع ہوئیں، تو محدثین کرام نے احادیث کے صحیحہ سقم کے مابین ”اسناد“ کی ایسی ظہج قائم کر دی، جس کی مثال اہم سابقہ میں ملنا محال ہے، محدثین کرام نے احادیث کو خس و خاشاک

سے صاف کرنے کے لئے یہی ”میزانِ اسناد“ قائم کی، جس کے نتیجے میں حدیث کے مبارک علوم وجود میں آتے رہے، ضعیف اور کذاب راویوں پر مستقل تصانیف کی گئیں، انہی حقیقت میں علماء نے کتب العلل میں ساقط الاعتبار (غیر معتبر) احادیث کو واضح کیا، علماء متاخرین نے بھی باقاعدہ مستحکمات (زبانِ ردِ عام روایات پر مشتمل کتابیں) ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات پر کتابیں لکھیں، چنانچہ ہر زمانے میں احادیث کا ذخیرہ محفوظ شاہراہ پر گامزن رہا۔ روئے زمین پر جہاں کہیں اسلام کا سورج طلوع ہوا ہے، وہ حدیث کے محافظین خود ساتھ لایا ہے۔

پاک و ہند میں ساقط الاعتبار اور من گھڑت روایات اور ان کا سد باب:

اگر ہم اپنے خطے برصغیر پاک و ہند کا جائزہ لیں، تو موضوعات کی روک تھام میں سر فہرست علامہ ابو الفضل الحسن بن محمد صاعانی لاہوری کا نام نظر آتا ہے، آپ ۵۷۷ھ لاہور (پاکستان) میں پیدا ہوئے، اور حدیث و لغت کی دیگر خدمات کے ساتھ، خود ساختہ روایات پر دو گراں قدر کتابیں لکھیں:

۱- الدَّرَرُ الْمُتَنَقِّطُ فِي تَبْيِينِ الْغُلَطِ ۲- موضوعات الصَّغَانِي

من گھڑت اور غیر معتبر روایات کے بنیادی عوامل:

پاک و ہند میں من گھڑت اور باطل روایات کا مطالعہ بہت سے سوالات کو جنم دیتا ہے، جن میں یہ نکتہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں وہ کون سے قدیم بنیادی طبقات ہیں، جو یہاں خود ساختہ روایات کی ترویج میں راہ ہموار کرتے رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں سب سے قدیم تحریر علامہ صاعانی ہی کی ملتی ہے، جس سے ہمیں بڑی حد تک اس مسئلے کے جواب میں رہنمائی ملتی ہے، چنانچہ علامہ صاعانی ”الدَّرَرُ الْمُتَنَقِّطُ“ (۳) میں اپنی تصنیف کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَقَدْ كَثُرَتْ فِي زَمَانِنَا الْأَحَادِيثُ الْمَوْضُوعَةُ، بِرُويهَا الْقِصَاصُ عَلَى رُؤُوسِ الْمَنَابِرِ وَالْمَجَالِسِ، وَيَذْكُرُ الْفُقَرَاءُ وَالْفُقَهَاءُ فِي الْخَوَانِقِ وَالْمَدَارِسِ، وَتَدَاوَلَتْ فِي الْمَحَافِلِ، وَاشْتَهَرَتْ فِي الْقَبَائِلِ، لِقَلَّةِ مَعْرِفَةِ النَّاسِ بِعِلْمِ السُّنَنِ، وَانْجِرَافِهِمْ عَنِ السُّنَنِ“.

اس عبارت میں امام صاعانی نے موضوعات اور غیر معتبر روایات کی اشاعت میں ملوث چند عوامل کا ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

☆..... قصہ گو برسرِ منبر اور مجالس عامہ میں، من گھڑت روایتیں بیان کرتے تھے، ایسے ہی جاہل صوفیاء اور جاہل فقہاء کی مجالس بھی ان باطل مرویات سے پُر تھیں۔

☆..... اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ یہ خود ساختہ عبارتیں ملت اسلامیہ کے ہر طبقے اور قبیلے میں رواج پاتی رہیں، اور یہی کلام، مجالس کی زینت بنتا رہا، بالآخر موضوعات کی یہ گرم بازاری پورے معاشرے میں سرایت کر گئی۔

☆..... اس شرعی انحطاط کا باعث صرف معرفتِ حدیث سے دوری تھی۔

وَضَائِعِیْن کی اقسام اور ان کے مذموم مقاصد:

علامہ صاغائی کا گزشتہ اقتباس ہماری قدیم خستہ حالی کی جیتی جاگتی تصویر ہے، جس میں مذکور طبقات ہمارے سابقہ سوال کا اجمالی جواب ہیں، مزید وضاحت کے لئے ہم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے اس مقدمے (۴) کو بہت ہی معاون پاتے ہیں، جس میں انھوں نے حدیث گھڑنے والوں کے اغراض و مقاصد بتاتے ہوئے، انھیں کئی اقسام پر تقسیم کیا، ان اقسام سے ہم بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں وہ کونسے حلقے، افراد اور گروہ ہیں، جن کے ہاں موضوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ جنم لیتا رہا ہے، بالفاظ دیگر یہ روایات انھیں کے راستے سے مشہور ہوئیں۔

۱- زناوۃ:

زناوۃ، ان کا مقصد امت میں رطب و یابس پھیلا کر شریعت کو مسخ کرنا ہے، علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے اس عنوان کے تحت پاک و ہند کے ”فرقہ منچریہ“ اور ان کے گمراہ ٹن عقائد کا ذکر کیا ہے، آپ نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ فرقہ نصوص شرعیہ میں تحریف (تبدیلی) لفظی و معنوی کا مرتکب رہا ہے۔

۲- مویہ بن مذاہب:

دوسری قسم ان افراد کی ہے، جنہوں نے اپنے مذہب اور موقف کی تائید میں روایتیں گھڑیں، اس عنوان کے تحت علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے حدیث میں خوارج کے طریقہ واردات کو بیان کیا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ بعض خوارج نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ہم نے اپنے موقف اور رائے کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی احادیث گھڑی ہیں۔ یہاں برصغیر پاک و ہند میں موجود اہل سوء اور بدعتیوں کا ذکر بھی بر محل ہے، جنہوں نے اس خطے میں بہت سی مُحَدَّثات (دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا) اور بدعات کو سند جواز فراہم کی، اور اپنی اختراعات کے ثبوت میں، من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایتوں کا سہارا لیا۔

۳- اصلاح پسند افراد:

تیسرا طبقہ ان افراد کا ہے، جنہوں نے لوگوں کی اصلاح کے خیال سے ترغیب و ترہیب کی احادیث گھڑیں۔ اس میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے ایک دلچسپ مثال بیان کی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ پاک و ہند کے بعض اصلاح پسند لوگوں نے تمباکو نوشی سے زجر و وعید پر مشتمل احادیث وضع کی ہیں، پھر موصوف نے اس مضمون پر مشتمل وَضَائِعِیْن کی آٹھ ایسی روایتیں لکھیں، جو سب کی سب جعلی ہیں۔

۴- طبقہ جہلاء:

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہر امر خیر، اقوال زریں وغیرہ کا انتساب، جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ معتبر سند کے بغیر اس طرح انتساب کرنا ہرگز جائز نہیں۔

۵- اہل غلو:

ایک قسم اُن لوگوں کی ہے، جو عقیدت و محبت میں افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اہل بیت، خلفائے راشدین، ائمہ کرام اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے باطل، بے اصل مضامین مشہور کر دیتے ہیں۔

۶- واعظین:

چھٹا طبقہ ان قصہ گو واعظین کا ہے جو جعلی غرامپ زمانہ سُنا کر عوام سے دادِ تحسین وصول کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ رہا کہ یہی طبقات اور افراد، خطہ ہندوپاک میں حدیث کی جعل سازی کا بیڑا اٹھائے رہے ہیں، بلکہ اس تفصیل کے بعد ہم بصیرت سے یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے گرد و پیش ایسی بہت سی ہم معنی باطل احادیث پھیلی ہوئی ہیں، جو بلا تردّد انھیں خاص طبقات کی مذموم کوششوں کا نتیجہ ہے۔

پاک و ہند میں تکاسل حدیث اور اس کے اسباب:

اگرچہ برصغیر پاک و ہند میں زبانِ زُعام روایات کی تنقیح بجا طور پر ہوتی رہی ہے، لیکن پھر بھی یہ سوال، جواب کا مستحق ہے کہ پاک و ہند میں، افرادِ اُمت عام طور پر احادیث میں صرف سطحی ذہن رکھنے والے ہیں، اور اکثر احادیث کی چھان بین کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، آخر، حدیث کے عنوان سے مزاجوں میں حساسیت اتنی مدھم کیوں رہی ہے؟

تلاشِ بسیار کے بعد پاک و ہند کی قابلِ فخر شخصیت علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) کی عبارت میں اس مُعتمد کا حل مل گیا۔ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے ”کوثر النبی و زلالِ خوضہ الرّوی“ (۵) میں ایک مقام پر بعض ایسی کتب تفسیر، کتب زہد، کتب اُردو وغیرہ کا تذکرہ کیا، جن میں مقدوح اور غیر معتبر احادیث بھی ہیں، پھر ان کتابوں میں موجود ساقط الاعتبار احادیث کے اسباب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَالسَّبَبُ أَنَّهُ قُلَّ اشْتِغَالُهُمْ بِصَنَاعَةِ الْحَدِيثِ، وَأَنَّهُمْ اغْتَمَدُوا عَلَى الْمَشْهُورِ فِي الْأَلْسِنَةِ مِنْ تَحْسِينِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ وَأَنَّهُمْ انْخَدَعُوا بِالْكَتَبِ الْغَيْرِ الْمُنَقَّحَةِ الْحَاوِيَةِ لِلرُّطَبِ وَالْيَابِسِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَتْلُغْهُمْ وَعَيْدُ التَّهَادُّنِ فِي رَوَايَةِ الْحَدِيثِ، وَأَيْضاً مِنْهُمْ مَنْ يَغْتَمِدُ عَلَى كُلِّ مَا أَسْنَدَ مِنْ غَيْرِ قَدْحٍ وَتَعْدِيلٍ فِي الرُّوَاةِ“.

”(ان کتب میں رطب و یابس احادیث کی وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین فنِ حدیث سے کم اشتغال رکھتے ہیں، اور مسلمان سے حسن ظن رکھتے ہوئے، زبانِ زُعام روایتوں پر بھروسہ کر لیتے ہیں (حالانکہ ایسا اعتماد صرف ماہر فن پر ہی کیا جاسکتا ہے، نہ کہ حدیث میں کم اشتغال رکھنے والے پر) اور یہ مصنفین رطب و یابس پر مشتمل، غیر متق کتابوں سے دھوکے میں پڑ جاتے ہیں، اور (ان کے بارے میں یہی حسن ظن ہے کہ) ان مصنفین کو حدیث نقل کرنے میں تہاؤن (حقیر سمجھنا) کی وعید نہیں پہنچی ہوگی، اور بعض مصنفین سند کے راویوں کی جرح و قدح دیکھے بغیر، ہر سند والی روایت پر اعتماد کر لیتے ہیں“۔

اسباب تکاسل کا جائزہ:

دراصل علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے جن کتب حدیث و تفسیر وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتب برصغیر میں محدث اول اور مروج ہیں اور ان کتابوں کے مؤلفین کی جلالت اور علو شان بلاشبہ مسلم ہے، لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان مؤلفین کا فن حدیث میں اشتغال ناقص رہا ہے، چنانچہ صاحب کتاب کی یہ کمزوری عوام میں بھی سرایت کرتی رہی اور احادیث موضوعہ معاشرے میں پھیلتی رہیں، بہر حال ذیل میں ہم مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ کے بیان کردہ نکات اور ان سے ماخوذ نتائج کا جائزہ لیتے ہیں۔

فن حدیث میں اشتغال کی کمی:

ان مصنفین کی تالیفات میں رطب و یابس روایات کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان مؤلفین نے علوم حدیث سے ایسا اشتغال نہیں رکھا، جس سے ان میں اصول حدیث کے مطابق، حدیث کے رد و قبول کا منکر اور اسے پرکھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی، حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں بھی محدث بہ تالیفات اس بات کی مقتضی ہیں کہ ان کے مؤلفین احادیث کے معاملے میں محض تحویل (حوالہ دینا) پر اکتفا نہ کریں بلکہ حسب ضرورت اس بات کا پورا اطمینان حاصل کریں کہ یہ حدیث، معتبر سند سے ثابت ہے۔

محض حسن ظن کی بناء پر، روایات پر اعتماد:

ان کتابوں میں باطل اور بے اصل روایتوں کے شیوع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان مصنفین کے نفوس قدسیہ ہر مسلم کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے، اور زبانِ زعام روایتوں کو حسن ظن کی بناء پر بلا تحقیق قبول کر لیتے تھے۔ واضح رہے کہ اس مقام پر مولانا عبداللہ لکھنویؒ نے لکھا ہے حدیث میں اعتماد کا مدار صرف ماہرین فن ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص صناعت حدیث میں مہارت نہیں رکھتا ہو، تو ایسے شخص پر بلا تحقیق حسن ظن سے اعتماد نہیں کیا جاسکتا (۶)۔

تہاؤن حدیث پر وعید سے نا آشنائی:

ان کتب میں قابلِ رد مواد کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات تہاؤن حدیث (یعنی رد و لغت حدیث میں پوری احتیاط سے کام نہ لینا) کی وعیدوں سے واقف نہیں ہوں گے، بلاشبہ ان حضرات کی علو شان اسی حسن ظن کی مقتضی ہے، البتہ اس تہاؤن سے اجتناب کی اہمیت اپنی جگہ ہے، خاص طور پر عوامی حلقوں میں اس کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد یہ محسوس کر رہا ہو کہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات ہرگز منسوب نہ کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو، تاکہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَدًّا..... کا مصداق بننے سے بچ جاؤں، ورنہ یہی تہاؤن نہ صرف غیر مستند روایات کو پھیلانے میں کام آتا ہے بلکہ ان روایتوں کو تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

تحقیق کا فقدان:

ان تالیفات میں جو احادیث مُسند (سند والی روایات) تھیں، ان میں اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ

فن جرح و تعدیل کی روشنی میں اس کا جائزہ لیا جائے، تاکہ قابل احترام روایتیں ظاہر ہو جائیں۔
ایک اہم فائدہ:

اگر ہم بھی اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ علم الروایہ (علم حدیث) میں ہمارا منہ صرف سیدہ حدیث پاتا ہے، اس کے بعد ہم کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، حالانکہ صاحب کتاب سند بیان کر کے ایک حد تک اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے، اب اگلا مرحلہ ہم سے متعلق ہے کہ ہم حسب ضرورت، مستندین اصحاب تخریج اور ائمہ عہد کی جانب رجوع کریں، اور روایات کے قابل تحمل (روایت لینا) ہونے کا پورا اطمینان حاصل کریں۔
حاصل کلام:

سابقہ اسباب تکامل خطہ پاک و ہند میں موضوعات کی اشاعت اور ان کی ترویج میں انتہائی مؤثر رہے ہیں، بلکہ اگر ان اسباب کے سبب باب کے لئے اکابرین کے طرز پر عملی اقدامات جاری رکھے جائیں تو کافی حد تک اس ساقط الاعتبار ذخیرے کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

من گھڑت اور ساقط الاعتبار روایات کے سبب باب میں علماء پاک و ہند کی خدمات:
سابقہ اقتباسات سے ہمیں من گھڑت روایات کی اشاعت میں ملوث بہت سے گروہوں اور طبقات کا بخوبی علم ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ ان کی اغراض، افکار، اور طریقہ کار بھی وضاحت سے سامنے آ گیا، لیکن واضح رہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ عمائدین اُمت نے اس فن کے سبب باب کے لئے اپنی خدمات پیش نہ کی ہو، بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ بڑے صغیر پاک و ہند پر ایسے شب و روز بھی آئے ہیں، جن میں صیانت حدیث کا تاج، علماء بڑے صغیر کے سر رہا ہے، چنانچہ علامہ زاہد الکوثریؒ فرماتے ہیں: ”دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں جب کہ علم حدیث کی سرگرمیاں ماند پڑ گئی تھیں، بڑے صغیر میں یہ سرگرمیاں عروج پر تھیں“ (۷)۔

گویا کہ یوں کہنا چاہیے کہ اس وقت عالم اسلام کی سربراہی کی سعادت بڑے صغیر کو حاصل رہی ہے، بہر حال یہاں ہم پاک و ہند کے اُن چند مشہور مشائخ کا مختصر تذکرہ کریں گے، جنہوں نے زبان زد عوام و خواص، روایات کی حقیقت واضح کی، اور ذخیرہ احادیث میں تنقیح کی خدمات انجام دیں۔

۱- امام رضی اللہ عنہ ابو الفحائل الحسن بن محمد (المتوفی ۵۷۷ھ)

آپ کی تالیف ”الذَرُّ الْمُنْتَقَطُ“ اور ”رسالة موضوعات الصغاني“ کا شمار فن ہذا کے اولین مصادر میں ہوتا ہے۔ مشہرات پر مشتمل شاید ہی کوئی کتاب موصوف اقوال کے سے خالی ہو۔

۲- ملک الحدیث علامہ محمد طاہر صدیقی ٹنٹی (المتوفی ۹۸۶ھ)

آپ نے اس فن میں ”تذکرۃ الموضوعات“ اور ”قانون الموضوعات“ لکھیں، بلاشبہ مشہرات کا یہ مجموعہ

ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳- امام علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہید برقی (المتوفی ۱۲۰۵ھ)

آپ نے ”اتحاف السادة المتقين“ میں ”احیاء علوم الدین للغزالی“ کی احادیث پر، تخریج و تشریح میں محدثانہ شان کا مظاہرہ کیا ہے، اہل علم طبقہ بالخصوص پاک و ہند میں اس سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

۴- امام عبدالعزیز بن احمد ہارونی (المتوفی ۱۲۳۹ھ)

آپ نے تقریباً ۲ ہزار موضوع اور زبان زد عام روایتوں پر مشتمل مجموعہ تیار کیا ہے، فی الحال یہ مخطوط ہے۔ آپ کے بارے میں مولانا موسیٰ خان روحانی باڑی فرماتے ہیں کہ اگر میں اس بات پر قسم کھاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین پنجاب کو جب سے وجود بخشا ہے، ان جیسی کسی دوسرے شخصیت نے یہاں جنم نہیں لیا، تو میں حاث نہیں ہوں گا (۸)۔

۵- علامہ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ)

آپ کی شخصیت اور حدیثی خدمات محتاج تعریف نہیں ہے، اس فن میں آپ نے ”الانوار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة“ کے نام سے یادگار چھوڑی ہے۔

۶- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۲۸۰ھ/۱۳۶۲ھ)

آپ امراض امت کی پہچان اور اس کے علاج میں دینی بصیرت رکھتے تھے، آپ نے پاک و ہند میں متداول من گھڑت، بے اصل روایتوں کا سد باب عملاً بھی کیا اور عوام کو بھی اس سے اجتناب کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ بہشتی زیور، حصہ دہم میں یہ عنوان قائم کیا ہے: ”بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے“ اس عنوان کے تحت ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

”دعائے العرش، عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی ہی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں، مگر ان میں جو سندیں لکھی ہیں، اور ان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے لے چوڑے ثواب لکھے ہیں، وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں“ (۹)۔

اسی طرح حضرت تھانویؒ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھے کہ سلوک و تصوف کی مجالس میں ایک معتد بہ تعداد بے اصل روایتوں کی ہیں، چنانچہ آپ نے ”النشر فہم بمرقۃ أحادیث التصوف“ میں ایسی بہت سی روایات پر روایتی اور درایتی پہلوؤں سے بحث کی ہے، جو درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔

ایک اہم التماس:

یہ مختصر اور محدود مقالہ اس کی مزید گنجائش رکھنے سے قاصر ہے کہ ہم اکابرین پاک و ہند کی متعلقہ موضوع میں تاریخی خدمات سے تفصیلی بحث کریں، البتہ اگر کوئی فرد علامہ عبدالحیؒ کی تصنیف ”نزهة الخواطر وبهجة

المسامع والنواظر“ کو سامنے رکھ کر ان محدثین کرام کی خدمات کو جمع کرے، جنہوں نے باطل اور من گھڑت روایتوں کا تعاقب کیا ہے، تو یہ کام نہ صرف ہمارے اسلاف کے منہج کی جانب رہنمائی کرے گا بلکہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے اُن مخطوطات کی جانب بھی رہنمائی کرے گا جو آج دیک اور گرد و غبار سے تحلیل ہوتے جا رہے ہیں، بلاشبہ نئی تحقیقات، شروحات، تہلیلات وغیرہ ناگزیر تالیفات ہیں، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ آج جن مخطوطات کو ہم محفوظ کر سکتے ہیں، کل ان کا نام ”خزائنِ زمانہ“ کی فہرست میں شامل کر دیا جائے۔

حوالہ جات اور مآخذ

(۱) الجامع الصحيح للبخاري: باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ۳۳/۱، رقم الحديث: ۱۰۷، ت: محمد زهير بن الناصر، دار طوق النجاة - بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ۔

(۲) اللآلئ المصنوعة: ص: ۳۵، ت: محمد عبد المنعم رابع، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۸ھ۔

(۳) الدُرَرُ الملتقط: بحوالہ مجلہ ”فکر و نظر“، ص: ۷۶، خصوصی اشاعت، ربیع الأول - شعبان ۱۴۲۶ھ، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی، اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

(۴) الآثار المرفوعة: ص: ۱۲، دار الكتب العلمية بيروت۔

(۵) کوثر النبئی وزلال حوضہ الرؤی (فن معرفة الموضوعات): ص: ۱۰۸، المخطوط، نسخہ العلامة عبد اللہ الوہارِی (۱۲۸۳ھ)۔

(۶) الآثار المرفوعة: ص: ۱۹، دار الكتب العلمية بيروت۔

(۷) مقالات الکوثري: ص: ۶۷، دار السلام - مصر، الطبعة الثانية ۱۴۲۸ھ۔

(۸) بغية الكامل السامي في شرح المحصول والحاصل للجامي: ص: ۲۲۷، مكتبة مدينة بلالہور پاکستان، الطبعة الخامسة ۱۴۱۴ھ۔

(۹) پیشی زیور: ص: ۷۰۳، حصہ دوم، دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، اردو بازار کراچی۔

